بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۰ جون ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ بروز جمعرات بوقت صبح دس بجکر پچپن منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر محمد اسلم بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًاo يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ط وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًاo صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ ط

(سورۃالاحزاب آیت نمبر ۸۰تا ۸۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو وہ تمہارے لئے تمہارے عمل سنوار دیگا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو وہ بڑی مراد کو پہنچا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت حسب ذیل اراکین کو اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے علی الترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے:۔

میر جان محمد خان جمالی۔

سردار ثناء اللہ زہری۔

محترمہ فرح عظیم شاہ۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار ثنا اللہ صاحب!

سردار ثناء اللہ زہری: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ایوان سے گزارش کروں گا کہ مولانا شامزئی سمیت

جو افراد پاکستان میں دہشت گردی کی نظر ہوئے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب والا! ہمارے وزیر صحت حافظ حمد اللہ کی والدہ وفات پا گئی ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! فاتحہ خوانی کرائیں مولانا شامزئی اور حافظ حمد اللہ صاحب کی والدہ محترمہ کے لئے ور جتنے بھی اس دوران دہشت گردی کے شکار ہوئے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پیش کریں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): آج کے اجلاس میں متعدد وزراء صاحبان اور ممبر صاحبان نے بوجہ بیماری، سرکاری و نجی مصروفیات کی وجہ سے عدم شرکت کے لئے رخصت کی درخواستیں دی ہیں:۔ نوبزادہ طارق مگسی صاحب، حافظ حمد اللہ صاحب وزیر صحت نے والدہ صاحبہ کی رحلت کی وجہ سے عدم شرکت کی اطلاع دی ہے، مولانا عطاء اللہ صاحب وزیر آبپاشی و برقیات، محترمہ آمنہ خانم، نوابزادہ بالاچ مری اور وزیر اقلیتی امور جے پرکاش صاحب نے رخصت کی درخواستیں دی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا یہ سب رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصتیں منظور ہوئیں)

جناب جان محمد بلیدی صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۱۵ پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر ۱۵

جان محمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر! میں اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۵۲ کے تحت ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اپنے خصوصی فنڈ سے بلڈوزر گھنٹے لیکر صرف چند من پسند ایم پی ایز کو دیئے ہیں جن میں بعض ایسے افراد بھی شامل ہیں جو اسمبلی ممبران نہیں ہیں جن کا کوئی استحقاق نہیں بنتا ہے جبکہ دانستہ طور پر بعض ایم پی ایز اور بلوچستان کے زرعی علاقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے جو ایک بہت بڑی زیادتی کے علاوہ ناانصافی اور اقرباء پروری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چونکہ یہ فنڈ زکسی کی ذاتی جاگیر نہیں بلکہ یہ عوام کی قومی آمدنی اور قومی امانت ہیں جس کا استعمال صوبے کے حقیقی مسائل کو کم کرنے اور تمام لوگوں کے ساتھ یکساں انصاف کرنے کی بنیاد پر ہونا

چاہیئے نہ کہ اپنی ذاتی پسند و ناپسند اور ذاتی خواہشات کی تکمیل تک محدود رکھے۔ وزیراعلیٰ چونکہ پورے صوبہ بلوچستان کے وزیراعلیٰ ہیں وہ ایک حلقے کا وزیراعلیٰ نہیں ہیں اس لئے ان کو فنڈز کی تقسیم کے وقت پورے صوبہ کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعلیٰ نے بلڈوزر گھنٹوں کی تقسیم میں تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف چند ایم پی ایز کو نوازنے کی کوشش کی ہے جس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی کو روک کر اس اہم نوعیت کی تحریک کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ وزیراعلیٰ بلوچستان نے اپنے خصوصی فنڈ سے بلڈوزر گھنٹے لیکر صرف چند من پسند ایم پی ایز کو دیئے ہیں جن میں بعض ایسے افراد بھی شامل ہیں جو اسمبلی ممبران نہیں ہیں جن کا کوئی استحقاق نہیں بنتا ہے جبکہ دانستہ طور پر بعض ایم پی ایز اور بلوچستان کے زرعی علاقوں کو نظرانداز کیا گیا ہے جو ایک بہت بڑی زیادتی کے علاوہ ناانصافی اور اقرباء پروری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چونکہ یہ فنڈز کسی کی ذاتی جاگیر نہیں بلکہ یہ عوام کی قومی آمدنی اور قومی امانت ہیں جس کا استعمال صوبے کے حقیقی مسائل کو کم کرنے اور تمام لوگوں کے ساتھ یکساں انصاف کرنے کی بنیاد پر ہونا چاہیئے نہ کہ اپنی ذاتی پسند و ناپسند اور ذاتی خواہشات کی تکمیل تک محدود رکھے۔ وزیراعلیٰ چونکہ پورے صوبہ بلوچستان کے وزیراعلیٰ ہیں وہ ایک حلقے کا وزیراعلیٰ نہیں ہیں اس لئے ان کو فنڈز کی تقسیم کے وقت پورے صوبہ کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعلیٰ نے بلڈوزر گھنٹوں کی تقسیم میں تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف چند ایم پی ایز کو نوازنے کی کوشش کی ہے جس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے جان محمد صاحب آپ مختصراً اس پہ بولیں۔

جان محمد بلیدی: thank you جناب اسپیکر! دیکھیں کاپی بھی منسلک ہے تمام ایم پی ایز اور وزراء صاحبان کے سامنے ہوگا۔ بلوچستان میں اور عام طور پر موجودہ حکومت کے دوران خاص طور پر جام صاحب کے حوالے سے یہ روایت رہی ہے کہ اُنہوں نے فنڈز کی تقسیم کے حوالے سے کہیں بھی اس طرح کی صورتحال سامنے نہیں آئی۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ باقاعدہ وزیراعلیٰ نے فنڈز سے جو بلڈوزر گھنٹے دیئے اُن کو صرف بعض علاقوں میں منسٹران تک محدود رکھا اور بعض علاقوں میں منسٹران کے علاوہ ڈی سی اوز تک محدود رکھا۔ اور بعض علاقوں میں چند ایسے لوگوں کو شامل کیا جو نہ اسمبلی ممبران ہیں نہ اُنکا کوئی

استحقاق بنتا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن میں یہاں جولوگ بیٹھے ہیں وہ بھی بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔اُنہوں نے بھی لوگوں سے ووٹ لیکر یہاں پہنچے ہیں۔اُنکے علاقے بھی زرعی ہیں۔وہاں بھی ضروریات کے لئے بلڈوزر گھنٹوں کی لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے۔تو جب اگر فنڈز کم ہیں اگر بلڈوزر گھنٹے کم ہیں تو اُنکو اسی طرح تقسیم کرنا چاہیئے تھا۔نہ کہ صرف اُن لوگوں کو دیں جو کہ حکومتی بینچوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ویسے ہی وہ زیادہ اسکیمیں لے جارہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے جان محمد صاحب!اس میں ویسے ہی تفصیلاً دی ہے۔

جان محمد بلیدی: اور منسٹران بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے دیکھا یہاں آپ دیکھیں گے کہ ایک تو ملک سرور کاکڑ ہیں جو سینیٹر ہیں already اُن کو وہاں سے فنڈز ملتے ہیں دوسرا ہے سید محمد شفیع آغا۔میں نہیں سمجھتا ہوں کہ نہ وہ ناظم ہیں نہ اُسکا کوئی اسطرح کا استحقاق بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے جی۔

جان محمد بلیدی: اسکے علاوہ سید محمد فضل آغا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد صاحب! details آ گئی ہیں ابھی حکومت کا اس پہ مؤقف سنتے ہیں۔

جان محمد بلیدی: تو یہ ایسے ہی ہے اسکے علاوہ آپ دیکھیں گے جناب!ایک اور پرچی بھی لگی ہوئی ہے تمام ضلعوں میں فنڈز کا فقدان ہے لوگ رو رہے ہیں لیکن یہاں آپ دیکھیں گے کہ جام صاحب نے اپنے سیکرٹ فنڈز سے ۹ کروڑ ۱۹لاکھ۔۔۔۔آں۔۴ کروڑ ۱۹لاکھ روپے صرف بیلہ کو دیئے ہیں۔آیا دوسرے اضلاع بلوچستان کے وہ جام صاحب کی طرف نہیں دیکھ رہے ہیں۔کیا اُنکی ضرورتیں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ!

جان محمد بلیدی: کیا اُن کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جام صاحب اُن پہ یہ فنڈز تقسیم نہیں کر سکتے تھے؟ ایسا کیوں ہے؟ جام صاحب نے صرف اپنے حلقے کو اپنے ہی ضلع کو۔۔۔۔تو ہم سمجھتے ہیں جام صاحب نے اپنے ہی حوالے سے وہ کوئی مناسب بعد میں کی ہے۔جام صاحب ہم سمجھتے ہیں پورے بلوچستان کے وزیراعلیٰ ہیں اُنہوں نے خود اپنے آپ کو اپنی پارٹی حکومت اور جا کے اپنے ضلع تک محدود کیا۔میں سمجھتا ہوں یہی پوزیشن ہے یہ زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ!جی کوئی گورنمنٹ کی طرف سے اس پہ بولنا چاہے گا؟

کچکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): ہمیں اپوزیشن والوں کو۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میں ذرا گورنمنٹ کی طرف سے انکا مؤقف۔۔۔۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): یہ جی میرے لحاظ سے تحریک استحقاق بنتی بھی نہیں ہے چونکہ یہ discretionary funds ہیں جناب! چیف منسٹر صاحب کے۔ اور وہ جس کو دینا چاہیں وہ دے سکتے ہیں اُسمیں ٹھیک ہے اُنہوں نے کوئی ایم پی ایز کو دیئے ہیں دوسرے ڈی سی اوز کو علاقے کے لوگوں کے لحاظ سے رکھے ہوئے ہیں اب یہ فرماتے ہیں بلیدی صاحب کہ بعض افراد ایسے بھی شامل ہیں جو اسمبلی کے ممبران نہیں ہیں۔ تو یہ CM صاحب کے discretionary funds ہوتے ہیں وہ چاہے جس کو بھی دیدیں ضروری نہیں ہے کہ ایم پی ایز کو دیدیں۔ انکا مقصد، انکا ایک پوائنٹ تو یہ invalid ہو جاتا ہے کہ جی سارے ایم پی ایز کو دیئے ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر نے دوسرے لوگوں کو بھی دیئے ہیں جو بھی علاقے کی requirement وغیرہ ہوتی ہے اُسی لحاظ سے اُنہیں دیئے ہیں فنڈز۔ اور اسکو میرے لحاظ سے آپ اپنا privilege motion نہیں بنا سکتے کیونکہ وہ اُنکی discretion ہے سیدھی سی بات ہے جس کو دینا چاہیں اُدے سکتے ہیں۔ اور میں بلیدی صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس پہ زور نہ دیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! آپ کی اجازت سے۔ منسٹر لاء اینڈ پارلیمینٹری امور نے جو لفظ discretionary use کیا ہے۔ ایک تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جتنے بھی third world countries ہیں وہاں جو جمہوریت ہے یا لاء law کی حکمرانی ہے انصاف مساوات کو تو اُسی discretionary power نے تباہ و برباد کی ہے۔ ہم آتے ہیں کہ discretionary power ہے کیا۔ ہمارے کورٹوں کو بھی discretionary powers حاصل ہیں۔ کہ ہمارا ایک جج صاحب کوئی اختیارات ہیں کہ وہ صوابدیدی اختیارات حاصل کر کے کسی آدمی کو bail کرے۔ لیکن ہمارے جو عدالت بالا ہیں سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ وہ پھر ہدایت دیتی ہیں یہ جو ماتحت کورٹ ہیں کہ وہ اپنی صوابدیدی اختیارات کو قانون انصاف کے دائرے میں رہتے ہوئے استعمال کریں۔ ایسا نہیں کہ ہم اپنی صوابدیدی اختیارات کو اسطرح استعمال کرلیں کہ وہاں انصاف کی دھجیاں اُڑائی جائیں۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> کچکول صاحب! آپ میری بات سُنیں میں تھوڑا آپ کو بتا دوں اسمیں ڈی سی اوز. concerned کی disposal پہ بھی جو میرے پاس لسٹ ہے وزیر اعلیٰ نے بلڈوزر گھنٹے رکھے ہیں۔یقیناً وہ ڈسٹرکٹ میں ہی تقسیم ہوں گے۔میرے خیال میں انکو۔۔۔۔۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> آپ۔سر اسپیکر صاحب!

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> دیکھیئے کچکول صاحب! مجھے تھوڑا آپ وضاحت کرنے دیں۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> آپ نہ بولیں۔ ہم بولنے کیلئے ہیں آپ صرف سُنیں۔ اُنھوں نے جو discretionary word لائے ہیں میں اُس کو interpret کر رہا ہوں اُس نے کہا کہ چونکہ اُسکی صوابدیدی اختیارات ہیں یہ جو تحریک استحقاق نہیں بن سکتا ہے۔میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو صوابدیدی اختیارات ہیں یہ discretionary power ہیں یہ کیا بلا ہوتا ہے۔آپ کچھ patiently سُنیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں جو CM صاحب نے اپنی discretionary power ہم کہتے ہیں قانونی زبان میں اس نے misuse کی ہے۔اور یہاں سے آپ کو کیا ملتا ہے مطلق العنانیت ملتی ہے۔کہ آپ صوابدیدی اختیارات کو آئین، قانون، انصاف اور مساوات سے ہٹ کر جو آپ کی جی چاہے آپ اسکو استعمال کرلیں وہاں ناانصافی شروع ہوگی۔آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں ڈی سی او ہے۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> اکبر صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ بول رہے ہیں۔

<u>محمد اکبر مینگل:</u> اسپیکر صاحب! آپ مجھے ایک۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> یہ بول رہے ہیں۔ already leader of the opposition بول رہے ہیں۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب! دیکھ لیں کہ ڈپٹی کمشنر جو پہلے تھے اُن کی کسی نہ کسی طریقے سے کوئی jurisdiction نہیں تھا۔ڈی سی او کا ماسوائے coordination کے وہاں ڈیپارٹمنٹوں کے supervision کے اُسکا تو کوئی ایسا نہ bussiness rules میں، نہ قانون کے تحت کوئی اختیار ہی نہیں۔اگر یہ ضلعی ناظمین کو دے دیتے یا وہاں خود ہی وہ جو ڈیپارٹمنٹ تھا MMD اُسکو دے دیتے یا وہاں revenue department ہے اُس کو دے دیتے۔لیکن جناب! بات یہ ہے کہ

یہاں جو double standard ہے ایک نمائندہ جو وزیر ہے وہ اختیارات استعمال کرلے ایک آدمی جو وزیر نہیں ہے وہ ایم پی اے ہے وہ بھی عوامی نمائندہ ہے اُن کو ان حقوق سے ہم محروم کرلیں میں کہتا ہوں کہ جناب ! یہ بھی ایک justice ہی نہیں ہے ۔ یہاں جو ہم لوگ ایک یکساں روّیہ اختیار کریں۔ اگر وہاں جو وزیر بیٹھے تھے وہاں بھی ڈی سی او کو دے دیتے ۔لیکن وہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ سارے منسٹروں کے disposal پر ہیں۔لیکن جہاں ایم پی اے ہیں وہاں تو ڈی سی او کو دیتے ہیں یہ ابھی آپ خود ہی دیکھ لیں یہ عقل سلیم کے خلاف ہے انصاف کے خلاف ہے مساوات کے خلاف ہے جمہوریت کے خلاف ہے۔ابھی میں جاؤں ڈی سی او کو کہوں کہ مجھے ۱۰۰ گھنٹہ دیدیں۔آپ جناب! مجھے کیوں اُسکے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور میری آپ deliberatively وہ ہمیں demoralize کرنا چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کو ہم لوگ محتاج بنا دیں گے ۔ وہاں افسران کی ۔لیکن وہاں جو وزیر بیٹھے ہوئے ہیں وہاں معاملہ اُلٹا ہے۔وہاں افسران محتاج ہیں وزیروں کی ۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر</u>: شکریہ! جی آپ نے اپنا مؤقف بیان کر دیا۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ</u>: جناب! جو مسئلے ہیں اس پر انصاف کے تقاضے کو مدنظر رکھ کر CM صاحب اسکو amend کرے یہ فیصلہ renew کریں اسمیں سر! کوئی آسمان نہیں گرے گا۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر</u>: جی اکبر مینگل صاحب!

<u>محمد اکبر مینگل</u>: جناب اسپیکر صاحب ! اسمیں ایک ایسے فرد کا نام بھی شامل ہے جس میں بلوچستان نیشنل پارٹی کا ایک مرکزی قائد کے قتل میں ملوث ہونے کا الزام ہے اُسکے وارنٹ بھی نکل چکے ہیں جہاں یہ آواران میں ہے حیدر محمد حسنی کے نام سے ۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ایجنسیوں کے حوالے سے اور گورنمنٹ کے حوالے سے اُنکو پُشت پناہی حاصل ہے ۔آج یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ بلڈوزر گھنٹوں کے ذریعے اور discretion اور دوسرے جو وسائل ہیں اُن کے ذریعے اُن کو پشت پناہی حاصل ہے ،ہم سمجھتے ہیں۔ اُسکے بعد خضدار میں ہے ڈی سی او خضدار کے حوالے سے ہے وہ تمام جو ہے ایک سینٹر کو دیئے گئے ہیں اُس سینٹر کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ بلوچستان کی گورنمنٹ کو بٹھانا اُٹھانا اُنکا کام ہے۔ وہ تمام گھنٹے اُن کے حوالے کئے گئے ہیں ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے اور آواران میں بی این پی کے ایک مرکزی قائد کے قتل کے ملوث میں جو وارنٹ جاری ہوئے ہیں جس کے قتل میں اُن کو جو ہے وزیراعلیٰ کی

طرف سے یہ گھنٹے فراہم کیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! جی آپ تشریف رکھیں۔

محمد اکبر مینگل: اُن کو پھانسی کی سزا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جمالی صاحب میں اس پہ کچھ بول رہا ہوں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): گزارش یہ ہے کہ ابھی تک یہ تحریک بحث کیلئے منظور نہیں ہوئی اگر آپ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بول لیا۔ آپ مجھے بولنے دیں پلیز۔ دیکھیں ابھی یہ بحث کیلئے منظور نہیں ہوئی ہے اس پر مجھے۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! وزیر پارلیمانی امور نے بات کی ہے اس پہ۔ میں اس پہ چند گزارشات پیش کروں گا اُمید ہے آپ مجھے سُن لیں گے اس پہ جناب اسپیکر! اصل میں جو مسئلہ ہے ہے یہ جو discretionary powers ہیں یہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس صوبے کے وزیراعلیٰ اُس کے جو discretionary powers ہیں اختیارات ہیں وہ اختیارات استعمال کرتے ہوئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیراعظم صاحب نے صرف اپنے علاقے میں چودہ ایک معنے میں پندرہ کروڑ روپے کی بجلی دیدی ہے۔ تو کیا یہ ہم صوبے کے لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ پسماندہ صوبہ ہے۔ کیا صوبہ کے اتنے جو ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! کہ جام صاحب نے یہ تمام چیزیں اپنی ساتھیوں کو اور دوستوں کو دی ہیں۔ ہم یہاں ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی اگر بلواتے اور یہی گھنٹے سب میں تقسیم کرتے اُس میں تو یہ انصاف کے تقاضوں کے برابر ہوتا اور یہ جمہوریت کا اچھا اصول ہوتا اور آپ لوگوں نے اس طریقے سے تقسیم کر کے آپ بھلے تقسیم کرتے رہیں اگر آپ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہم ان گھنٹوں سے اس کاغذ پہ پارٹیاں بنائیں گے تو قسم ہے آپ لوگوں کی نہ آپ پارٹی بنا سکیں گے نہ انصاف دلا سکیں گے نہ جمہوریت کو فروغ دے سکیں گے

اور یہی چیزیں ہیں ہم لوگ محروم ہیں اور انہی رویوں کی وجہ سے ہم احتجاج کرتے چلے آ رہے ہیں جناب اسپیکر! آپ اسکو ذراسُن لیں جام صاحب خود بیٹھے ہوئے ہیں اُنکو یہ کام پہلے نہیں کرنا چاہیئے اگر اُنہوں نے کیا ہے اس پہ اب بھی وہ نظر ثانی بھی کر سکتے ہیں اور باقی جو ایم پی ایز ہیں اُن کا بھی یہ حق بنتا ہے اس صوبے کے آپ ہمیں بیوروکریٹ کی خصوصاً ڈی سی او کے رحم وکرم پہ لوگوں کو نہ چھوڑیں اور اپنے جو اختیارات ہیں اُسکو خود ٹھیک طریقے سے استعمال کریں اور آگے جاکے ہم دوسروں سے یہ تقاضا کرسکیں گے کہ وہ بھی اپنے اختیارات کو ٹھیک طریقے سے استعمال کریں گے شکریہ!

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب میں رولنگ دے رہا ہوں۔ اگرچہ صوبے کے مفاد میں خصوصی فنڈ کا تصرف وزیر اعلیٰ کا استحقاق ہے تاہم ان فنڈز کی صحیح استعمال اور سب کو یکسانیت دینے کے لئے حکومت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بھئی اس پہ غور کرے۔ تحریک نمٹائی جاتی ہے۔ جناب کچکول صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر۵۲ پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر۵۲

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! تحریک یہ ہے کہ بلوچستان اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ بلوچستان میں فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن گزشتہ اسمبلی کے برخلاف وفاقی حکومت ڈیرہ بگٹی، کوہلو اور گوادر میں فوجی چھاؤنی کے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے اور خضدار میں یہی کام ہو رہا ہے اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی جانب سے خصوصاً ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں لوگوں کی اراضیات پر قبضہ کیا جارہا ہے وفاقی اداروں کے ذریعے سے ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں حالات خوفناک شکل اختیار کررہے ہیں اور امکانات میں اضافہ ہوگا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عوام کے درمیان ناخوشگوار واقعات رونما ہوں جس کے اثرات سے پورا بلوچستان متاثر ہوسکتا ہے اور خصوصاً صوبائی حکومت کے لئے مزید مشکلات میں اضافہ کرسکتا ہے چھاؤنیوں کی تعمیر کے خلاف چونکہ صوبائی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی ہے لہٰذا وفاقی حکومت کی جانب سے اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہو رہے ہیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری نوعیت کی اس اہم تحریک استحقاق کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ بلوچستان اسمبلی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ

بلوچستان میں فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن گزشتہ اسمبلی کے برخلاف وفاقی حکومت ڈیرہ بگٹی، کوہلو اور گوادر میں فوجی چھاؤنی کے منصوبے کو عملی جامہ پہنا رہی ہے اور خضدار میں یہی کام ہو رہا ہے اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی جانب سے خصوصاً ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں لوگوں کی اراضیات پر قبضہ کیا جارہا ہے وفاقی اداروں کے ذریعے سے ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں حالات خوفناک شکل اختیار کر رہے ہیں اور امکانات میں اضافہ ہوگا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عوام کے درمیان ناخوشگوار واقعات رونما ہوں جس کے اثرات سے پورا بلوچستان متاثر ہوسکتا ہے اور خصوصاً صوبائی حکومت کے لئے مزید مشکلات میں اضافہ کرسکتا ہے چھاؤنیوں کی تعمیر کے خلاف چونکہ صوبائی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی ہے لہٰذا وفاقی حکومت کی جانب سے اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہو رہے ہیں لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری نوعیت کی اس اہم تحریک استحقاق کو زیر بحث لایا جائے۔ جی۔ کچکول صاحب آپ اس پر کچھ مختصر بولنا چاہیں گے؟

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب اسپیکر صاحب! یہی ایک admitted fact ہے کہ اس اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پاس کی تھی کہ بلوچستان میں جو چھاؤنیاں تعمیر کی جارہی ہیں بلوچستان میں چھاؤنیوں کی تعمیر کی بجائے یہاں یونیورسٹی اور یہاں تعلیمی ادارے یا دوسرے ڈویلپمنٹ کی سرگرمیاں ہیں یہ شروع کی جائیں اس قرارداد کے پاس ہونے کے باوجود ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت ہٹ دھرمی پر تلی ہوئی ہے مجھے صبح امان اللہ کنرانی جو ہمارے سینیٹر ہیں اس نے مجھے فون کیا تھا کہ گزشتہ رات وہاں ایف سی نے نہ صرف لوگوں کے گھروں پر فائرنگ کی ہے تقریباً اس میں چار پانچ خواتین زخمی ہیں اور ساتھ ساتھ وہاں کے گھروں کو منہدم کیا جارہا ہے جناب! ان میں سے میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ نو دس بجے سوئی ایف سی نے لوگوں کے گھروں پر لاکٹ لانچر استعمال کر کے نوز بندگ لاگانی، حاجی مراد حمزانی، دل جان ابی بانی مراد علی مندوانی، عمل خان مندوانی، عبدالرحیم اور حاجی عبدالرحمٰن کے گھروں کو تالا کر گئے زخمیوں میں سے دل جان حمزانی ہے اور اس کے بھابی اور اس کے علاوہ مراد حبیانی بھی زخمی ہوا ہے جناب! بات یہ کہ ہم یہ اسمبلی دو تین دنوں کے ہیں یہ افراد ہی دو تین دنوں کے ہونگے۔ اور ہم لوگ یہاں کے ہوتے ہوئے ہمارے گھروں پر بمبارمنٹ کر رہے ہیں ہمارے لوگوں کی زندگی کو انہوں نے اجیرن بنا دی ہے وفاقی حکومت ہمارے لئے ایک ہی راستہ ہے کیونکہ آئین میں ہمیں کوئی اختیارات ہی نہیں ہیں ماسوائے کہ ہم

لوگ قرارداد پاس کریں۔سارے اختیارات اس کے ہیں پہلے جو آئی جی تھا اب وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا سبجیکٹ ہو گیا ہے لوکل گورنمنٹ تھا وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا سبجیکٹ رہا ہے جناب والا! قرارداد کے پاس کرنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں ہے اس معزز ایوان نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی کہ مہربانی کرے وفاقی حکومت بلوچستان میں چھاؤنیاں نہ بنائے۔اس کے باوجود ایک تو وہ چھاؤنی بھی ہماری مرضی اور منشاء کے خلاف بنا رہے ہیں جناب والا! یہ جو تحریک استحقاق ہے کہ ہماری زمینوں کو بزور شمشیر لے رہا ہے کہ میں یہاں چھاؤنیاں بنا دونگا حالانکہ وہ آئین کے تحت وہ bound ہے ہمارا جو آئین ہے اس کے آرٹیکل ۲۵ کے تحت وہ bound ہے جس کی وہ زمین ہوگی چاہے وہ وفاقی حکومت ہو یا صوبائی حکومت ہو وہ مالک زمین سے رابطہ کرے اس کو کس طرح سے وہ حاصل کرے جناب! ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس وقت جو انہوں نے ڈی سی او رکھا ہے ان کو رونیو کے اختیارات بھی دیئے گئے ہیں میں دومنٹ کے لئے اس ایوان کی توجہ ماضی میں لے جاتا ہوں کہ اس کے بعد میں ہمارے اچھے لوگوں کو مروایا فدا احمد شہید کو۔اس کو انہوں نے وہاں depute کیا کہ یہ وہاں قانون کو جس طریقے سے ہو کہ وہ ان زمینوں کو وفاقی حکومت کو دے دے تا کہ یہاں چھاؤنی بن جائے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ بلوچستان کے عوام کا وہ تحفظ کر لے یہ میں کہتا ہوں کہ وہ وفاقی حکومت سے good relation قائم کر لے لیکن اس اسمبلی کی سب سے بڑی ذمہ داری ہی ہے کہ یہ بلوچستان کے مفادات بلوچستان کے لوگوں کے جان مال عزت کا تحفظ کر لے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ابھی تو میں کہتا ہوں کہ ماسوائے ایک جنگ کے انہوں نے جو یہاں حالات لائے ہیں جب جنگ ہوگی اور جو اس کی آگ ہوگی تو میں کہتا ہوں یہ ساروں کو لپیٹ میں لے گی۔ یہاں ڈیرہ بگٹی میں اگر آگ لگ گئی یہ مکران میں بھی جائے گا یہ چمن میں بھی جائے گا یہ لسبیلہ میں بھی جائے گا یہ خضدار میں بھی جائے گا میں اس لئے یہ کہتا ہوں یہ حکومت کی مقدس ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے کو جتنا جلدی ہو اس کو حل کرے۔اس پر میں کہتا ہوں کہ اچھلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر دیکھ لے اس مسئلے پر عقل سے کام لے۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> شکریہ جی۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> آپ ہمیں بولنے دیں بڑا اہم مسئلہ ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اسی طرح

خضدار میں چھاؤنیاں قائم کر رہی ہیں کوہلو میں بھی جناب! یہی حال ہے گوادر کا تو سارا سمندر انہوں نے لے لیا ہے سارے دریا زمین انہوں نے لے لئے ہیں جناب والا! ان حالات کے تحت میں کہتا ہوں کہ یہاں جو حکومت کی جو مقدس ذمہ داری ہے کمیٹی کے اس کے لئے تشکیل دے ہم اپوزیشن والے اس کے ساتھ ہیں۔ وفاقی حکومت کے پاس جب ہم اپوزیشن والے گئے تھے اسلام آباد میں نے جمالی صاحب سے بھی اس سلسلے میں باتیں کیں کہ یہ ایک مسئلہ ہے آپ ہمارے بڑے ہیں اور آپ اس وقت ایک اہم کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مسئلہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے یہ حکومتیں آتی جاتی ہیں اور پھر ہم لوگ آپسمیں نہ لڑیں۔ خدا وہ دن نہ لائے اور جو اس مسئلے پر ہم لوگوں نے جو یہ قرارداد پاس کی ہے اور اس وقت بلوچستان کے لوگوں کی جو مار دھاڑ ہو رہی ہے اس مسئلے پر یہ اسمبلی سنجیدگی سے کیونکہ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اس پر بحث کرے اس کے متعلق ایک کمیٹی ہو ہر چند کے ہم اس پر متفق نہیں ہیں وہ بعد کی بات ہے لیکن بلوچستان کے مفاد کی خاطر جو بھی کمیٹی تشکیل دیں گے ہم اس کے موقف کو سبوتاژ نہیں کرنا چاہتے ہیں ہم صرف اپنے لوگوں کے مفادات کو تحفظ کرنا چاہتے ہیں اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہم ان چیزوں کی نشان دہی کر لیں گے۔ اس کو آپ پریولیج کمیٹی میں یہ جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کے باوجود آپ کیوں constriction کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ آپ لوگوں کی زمینوں کو زور سے کیوں لے جا رہے ہیں یہ بڑی باتیں ہیں اگر ہم ان سے چشم پوشی کر لیں تو عوام ہمیں دیکھ لیں گے یہ ہم نے صرف آپ کو آئینہ دکھا دیا ہے۔ قرارداد اس اسمبلی نے پاس کی ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وفاقی حکومت قراردادوں کو نہیں مانتا ہے تو ہم کیا کریں کیا ہم بندوق اٹھا لیں جب وہ عقل کی بات نہیں مانے گا قانون کی بات نہیں مانے گا لوگوں کی منشاء اور مرضی کے برخلاف وہ کام کر لے گا ابھی آپ بتا دیں بلوچستان کے عوام کو کیا کرنا چاہئے؟

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> شکریہ!

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب! یہ حالات ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے وفاق کے ڈیفنس منسٹری ہے اسکو طلب کیا جائے کمیٹی کے سامنے کہ بھئی جب بلوچستان اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی ہے اسکے باوجود آپ کیوں چھاؤنیاں بنا رہے ہیں ایک یہ ہے کہ اسکے سامنے اسمبلی کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ وہاں اخبار والوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر وفاقی حکومت کی یہ ہٹ دھرمی ہے

اور ہمارے جتنے بھی جرنلسٹ ہیں ہمارے جتنے اخبار والے ہیں وہ یہ یہاں کے son of soil ہیں اور بلوچستان کی آمدنی سے اُن کی اخبار یں چل رہی ہیں۔ اُنہوں نے اس سلسلے میں آرٹیکل لکھے ہیں وہ اس سلسلے میں اپنے ایڈووکیٹ کولکھیں کہ بھئی آج جو قرارداد ہے بلوچستان کی وفاق کے سامنے اُن کی کوئی اہمیت وحیثیت نہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں تاکہ ہم ایک فساد سے ایک جھگڑے سے ایک جنگ و جھگڑے سے بچ جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔ جی وزیراعلیٰ صاحب! حکومت کی طرف سے کون؟ یہ گورنمنٹ کی مرضی ہے جو بھی بولیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرداخلہ): وزیراعلیٰ بھی بولیں گے اگر ہمیں تھوڑا سا موقع دیا جائے پلیز؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرداخلہ): جناب اسپیکر! جس طرح کہ ہمارے کچکول علی ایڈووکیٹ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق نمبر۵۲ میں مختلف خدشات اور تحفظات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس پہ عوامی مفادات کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں اس فلور پہ آپ کے سامنے اُن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کوئٹہ میں جو چھاؤنی بنی ہے یہاں کے عوام کے مفادات کو کیا نقصان پہنچا ہے؟ مجھے اس بات کا جواب دیں۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اُن کو بولنے دیں اُنہوں نے interrupt نہیں کیا پلیز۔ پلیز اختر لانگو آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیرداخلہ carry on۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرداخلہ): میں اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیرداخلہ صاحب آپ بولیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرداخلہ): اختر لانگو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے بھی یہی سوال کروں گا کہ جو خضدار میں چھاؤنی بنی ہے وہاں کے عوام کے مفادات کو کیا نقصان پہنچا ہے؟ یہاں مفادات ٹھیک ہے آپ سامنے رکھ لیں آپ خواہشات جذبات سارے سامنے رکھ لیں ایک چیز ہوتی ہے national interest کی۔ جو installations maga projects کے اور جو پروجیکٹ یہاں بلوچستان میں کام کررہے ہیں اُن تنصیبات کی اُن چیزوں کی حفاظت کیلئے جہاں پر آ کر

راکٹیں لگتی ہیں گولیاں لگتی ہیں فائرنگیں ہوتی ہیں اُنکی حفاظت کے لئے ایسی چھاؤنیاں کام کرتی ہیں صرف defencive power کیلئے not offencive۔ تو اُس میں کیا حرج ہے اُسمیں کیا نقصان ہے وہاں کدھر عوامی مفاد کو نقصان پہنچتا ہے؟ آیا آج آپ دیکھ لیں جو واقعات پچھلے دنوں گوادر میں ہوئے ہیں وہاں جو راکٹ مارے گئے ہیں جو آپ کے کئی حالیہ گزشتہ کئی دنوں سے کافی عرصے سے سوئی کی گیس پائپ لائنوں پہ جو راکٹ مارے جا رہے ہیں اُن کی حفاظت کے لئے اگر کوئی ایسا ایک system adopt کیا جاتا ہے تو وہاں کے عوامی مفادات کو کیا نقصان ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کوئی ایسی معقول دلائل ہوں یہاں پہ معقول دلائل کو پیش کیا جائے جس کی بناء پر ہم اُس بات کو ثابت کریں کہ آیا یہ چیز غلط ہے۔ کس چیز میں غلطی، جب سے میں نے جو چیزیں دیکھی ہیں چھاؤنی کے حوالے سے، چھاؤنیاں بنتی ہیں لوگوں کا رجحان ہوتا ہے لوگ آتے ہیں کاروبار ہوتا ہے بزنس ہوتا ہے۔ یہاں پہ ترقی ہوتی ہے اُس علاقے کی۔ وہ ہمارے سامنے ہے بلوچستان میں جو ضلع ہیں جو ڈسٹرکٹ ہیں جنہوں نے ترقی کی ہے اُسکی بنیاد ہم نے دیکھ لی ہے کہ کس وجہ سے کی ہے۔ ہم اُن علاقوں کی بھی ترقی چاہتے ہیں جو علاقے اسوقت پسماندہ ہیں جو sensative علاقے ہیں۔ آیا ہم اُنکی defence کیلئے اُنکی دفاع کیلئے کوئی بات سوچیں تو اُس میں کون سی عوامی مفاد کو نقصان ہے؟ آپ ایک معقول دلائل دیں آپ کہتے ہیں کہ کون سی ایف سی کونسی ایسی کوئی فورس ہے جو بلا جواز لوگوں پہ جاکے فائرنگ کرے۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ بلوچستان کے عوام پر بلا جواز فائرنگ کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان بلیدی پلیز۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): آپ فائرنگ کرتے ہیں راکٹ اپنی دفاع کیلئے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اُنکی تقریر سُنیں پلیز آپ تشریف رکھیں۔ (مداخلت)۔ آپ بات کریں جی۔ جان بلیدی کا مائیک off کیا جائے۔

اختر حسین لانگو: آپ نے ہمیں آئینے کا ایک رُخ دکھایا ذرا اگلا رُخ بھی ہمیں دکھائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ گورنمنٹ کا مؤقف تحمل سے تو سنیں۔ نہیں آپ اُن کو تو سُنیں پلیز۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): ۱۹۶۵ء میں اس فوج نے کیا کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: no cross talk

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): ہم کوئی انڈیا سے فوج نہیں لا رہے ہیں ہم نے یہ تاثر بنالیا ہے کہ فوج ہم سے الگ ہے۔ پنجاب ہم سے الگ ہے سندھ ہم سے الگ ہے۔ ہم سب سے الگ ہیں ہم کسی کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے آیا آج پاکستان ہے اپنا سسٹم ہم adopt کر رہے ہیں یہ پاکستان کے علاقے ہیں یہ اس کے دائرہ اختیار ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! اختر لانگو صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): آپ چیختے تھے کہ ہمیں گوادر چاہئے وہی پنجاب کے حوالے سے گوادر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! جان بلیدی صاحب آپ کے لیڈر آف اپوزیشن نے بات کی ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! جی شرودی صاحب!

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب! کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ جس طرح ہم نے اپوزیشن ارکان کی بات پورے اطمینان سے سنی ہے اگر ہمارے محترم رکن بات کر رہے ہیں وہ تسلی سے سن لیں اگر ان کی دلائل کا توڑ ہے تو وہ جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اکبر مینگل صاحب آپ تشریف رکھیں حکومت کا پہلے مؤقف تو سن لیں۔

محمد اکبر مینگل: جناب! ہم تمام باتیں سنتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! آپ ایک بات بتا دیں وہاں جوانہوں نے لوگوں کے گھروں کو قبضہ کیا ہے چھاؤنیوں میں بیٹھے ہوئے وہ باہر بیٹھے ہوئے آپ کے حلقے خاران میں دیگر حلقوں میں سیکرٹری ہیلتھ بیٹھا ہوا ہے وہ بتائیں گے یہ تو لوٹ مار کے لئے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! کچکول صاحب کا مائیک آف کیا جائے۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ): جب اس ملک پر کوئی ضرورت پڑی تو یہ فوج ہی کام آئے گی اور آپ یا ہم کوئی تنگ گلی پکڑ کر نکل جائیں۔ اس ملک میں جو نیچرل بات ہے وہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کچکول صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کا مائیک بند ہے۔

<u>میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ):</u> یہاں سب کو بات کرنے کا اختیار ہے آپ مجھے سنیں آپ مجھے سننے کے لئے تیار نہیں ہیں میں کسی کی تعریف نہیں کر رہا۔ میں اصل reality کی بات کر رہا ہوں جو اصل حقیقت ہے یہاں پر national interest کی بات ہے پورے ملک کے انٹرسٹ کی بات ہے اس وقت بلوچستان کی ترقی اور اس کے interest کی بات ہے یہ سارے جو کام معاملات ہو رہے ہیں یہ صوبے کی بقا ترقی کیلئے ہیں اس ملک کے استحکام ترقی کے لئے ہو رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم پہلے بھی کہتے آئے ہیں کہ ہمارا مسئلہ اور مدعا یہ نہیں ہے ہم کسی قوم اور قبیلے پر اپنا دباؤ ڈالنا نہیں چاہتے ہیں اس کو پسماندہ نہیں رکھنا چاہتے ہیں اس کو پیچھے دھکیلنا نہیں چاہتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ نیک جذبے سے ہم آئے ہیں ہمارا جو جذبہ ہے جو وفاقی حکومت نے چھاؤنیوں کے حوالے سے جو یہاں کارروائی شروع کی ہے یہ ایک نیک نیتی پر مبنی ہے اس پر کسی طور پر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں کہ غلط نیت پر مبنی ہے آئینے کے دونوں رخ ہم نے دکھائے ہیں آپ کہتے ہیں میں آئینہ دکھاتا ہوں تو اس کا دوسرا رخ بھی دیکھیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> شکریہ! جو اس تحریک کے حق میں ہے وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ جو چھاؤنیوں کے حق میں ہے کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ! (رولنگ)

یہ تحریک استحقاق کثرت رائے سے نامنظور کی جاتی ہے اور اسمبلی کی اکثریت نے چھاؤنیوں کے قیام کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔

جان محمد بلیدی صاحب اپنی تحریک نمبر ۱۱۴ پیش کریں۔

(اس مرحلے پر کئی ممبران کھڑے ہو گئے اور ایک ساتھ بولتے رہے)

<u>جناب ڈپٹی اسپیکر:</u> شکریہ! آپ غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اختر لانگو صاحب کے غیر مہذبانہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! میں نے بالکل according to the rules کیا ہوا ہے۔ اس پر ووٹنگ ہوئی ہے اور اس پر رولنگ ہو گئی ہے۔

<u>ڈاکٹر شمع اسحاق:</u> جناب! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کل تک جن ایم ایم اے کے ساتھیوں نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس قرارداد کی منظوری اس اسمبلی میں کی تھی آج وہی ایم ایم اے کے ساتھی ان کے

ساتھ مل کر اس قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ کس دباؤ کا شکار ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! زیارتوال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اختر لانگو کا مائیک بند کیا جائے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! یہ جو تحریک استحقاق انہوں نے پیش کی تھی آپ کو اس طرح سے اس کو نہیں لینا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! رولنگ کے بعد آپ کی یہ بات نہیں سنیں گے this is no point of order.

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: بات تو سن لیں کہنا کیا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! نہیں رولنگ کے بعد نہیں۔ جب چیئر رولنگ دے دیتی ہے تو اس پر کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: غیر مہذبانہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: سارے الفاظ حذف کر دو صرف اتنی سی بات سن لو---

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا رویہ غیر مہذبانہ ہے جان محمد بلیدی صاحب آپ اپنی اگلی تحریک التوا نمبر ۱۱۴ پیش کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب! میں اپنے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں نزدیک کوئٹہ کی چھاؤنی ہے وہ منسٹر ہے وزیر داخلہ ہے جب یہ چھاؤنی میں داخل ہوتے ہیں ان سے اجازت لے کر اس کی گاڑی کھڑی ہو کر بتانا پڑتا ہے کارڈ دکھا کر جاتے ہیں جب چھاؤنی کو ملک کے لوگوں سے الگ رکھا جاتا ہے اس صورتحال میں کوئی چھاؤنی بنا رہا ہے ٹھیک نہیں کر رہا ہے اب یہ ہماری چھاؤنی ہے اس میں ہمارے لوگوں کو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ یہ ہماری چھاؤنی اس میں ہم نہیں جا سکتے ہیں چھاؤنی میں ایسا لگ رہا ہے جب اس میں آپ داخل ہوتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ آپ کسی اور ملک میں چلے گئے ہیں تو یہ جو امتیازی سلوک ہے دوسری بات یہ ہے جو میں وزیر موصوف کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس چھاؤنی کے بل بوتے پر اس کی معاونت سے وہ اس اسمبلی میں آئے ہیں یہ ان کے کرتوت ہیں یہ ان کا اپنا کمال نہیں ہے۔ تو ان کی مدد انہیں ضرور کرنی چاہئے لیکن بات یہ ہے جو چھاؤنی بنی لیکن ہم یہاں جو بیٹھے

بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے xxxxxxxxxxxxxxxxx

ہوئے لوگ ہیں یہ اسمبلی اس بات کی مجاز ہے کہ یہ اسمبلی قرارداد پاس کرے اور کہے کہ یہاں کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ اس کے بغیر ٹھیک نہیں ہے یہاں ہزار چھاؤنیاں بنائی جائیں لیکن یہ ایوان اس کو منظور کرے اس کا اختیار ہے۔اس کو کوئی سبوتاژ نہ کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جان محمد بلیدی صاحب اپنی تحریک التوا نمبر۱۱۴ پیش کریں۔

جان محمد بلیدی صاحب نے اپنی تحریک التوا نمبر۱۱۴ پیش نہیں کی ہے اس کو نمٹا دیا جاتا ہے۔

جناب محمد اکبر مینگل صاحب ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر۱۱۵ پیش کریں۔

جان محمد بلیدی: ابھی تحریک التوا نمبر۱۱۴ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے پیش نہیں کی وہ نمٹا دی گئی ہے۔تحریک التوا نمبر۱۱۴ بار بار کہنے کے باوجود محرک نے نہیں پکاری اس لئے نمٹا دی جاتی ہے۔بار بار بولا اسمبلی کے ریکارڈ میں شامل ہے۔

(س مرحلے پر کئی ممبران ایک ساتھ کھڑے ہو کر بولتے رہے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بار بار کہا گیا پھر آپ پیش کر دیں جب محرک بار بار کہنے کے باوجود پیش نہیں کرے تو اسپیکر کیا کرے؟اسمبلی کا اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے بارہ بجے دوبارہ اسمبلی کا اجلاس ہوگا۔

(اسمبلی کا اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر محمد اسلم بھوتانی شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ! ڈاکٹر شمع اسحاق پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: جناب اسپیکر! اسمبلی سے باہر گیٹ پر لیڈی ڈاکٹروں نے دھرنا دیا ہوا ہے کیونکہ اس اسمبلی فلور پر قائد ایوان صاحب نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اس بجٹ میں سیٹیں رکھی جائیں گی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر محکمہ مال): جناب! اجلاس میں کورم پورا نہیں ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: کورم پورا ہے جناب! آپ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی کورم کی گنتی کریں۔

جی سیکرٹری صاحب! چونکہ کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں۔ سیکرٹری نے رپورٹ دی ہے کورم پورا نہیں ہے مسٹر گیلو نے پوائنٹ آوٹ کیا تھا۔اس وقت کیا تھا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:اس وقت پانچ منٹ کے لئے اسمبلی کا اجلاس suspend ہے کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:ابھی دوبارہ گنتی کریں اگر کورم پورا ہے تو کارروائی شروع کریں۔

اگرچہ پانچ منٹ کا وقفہ دینے کے باوجود کورم پورا نہیں ہوا لہٰذا یہ ریکوئیزیشن اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دوپہر بارہ بجکر پچاس منٹ پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہوگئی)